

حکمتِ سیدِ مودودیؒ

شب برات — ۱۵ شعبان - رمضان

شب برات کو عموماً مسلموں کا ایک تہوار کہا جاتا ہے۔ اس کے پچھے مراہم بھی مقرر کر لیے گئے ہیں جن کی شدت سے پابندی کی جاتی ہے۔ دھوم دھام کے لحاظ سے تو گویا حرم کے بعد اسی کا نمبر ہے۔ مگر — نہ قرآن میں اس کی کوئی اصیت ہے، نہ حدیث میں۔ نہ صفا ہر کرام کے دور کی تاریخ میں اس کا کوئی پتہ لشائی ملتا ہے اور نہ ابتدائی زمانہ کے بزرگان دین ہی میں

لہ بعض مفسروں کو جن میں حضرت علیہ السلام سب سے نایا ہیں، آیہ شبہ لاحق ہوا کہ سورہ الدخان کی ابتداء میں جس "لیلۃ مبارکۃ" کا ذکر ہے، وہ پندر صور شعبان کی شب برات ہے جو "لیلۃ القدر" (رمضان) سے الگ ہے۔ استعد و تفاسیر متعدد نے دیکھیں میں سب سے قرآن کی ان دونوں ذکر کردہ راتوں کو ایک ہی رات قرار دیا ہے۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"اس رات سے مراد وہی رات ہے جسے سورہ قدر میں لیلۃ القدر کہا گیا ہے۔ وہی فرمایا گیا کہ انا انزَلْنَاهُ فِی لَيْلَةِ الْقَدْرِ، اور یہاں بیان فرمایا گیا ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَيْلَۃِ مَبَارَکَۃٍ۔" پھر یہ بات بھی فرمائی ہی میں بتا دی گئی ہے کہ وہ ماہ رمضان کی ایک رات محتی۔ (البقرہ: ۱۸۵)

(تفہیم القرآن - جلد ۳ - سورہ الدخان - نوٹ ۱ -)

کسی نے اس کو اسلام کا تھوا ر قرار دیا ہے۔

در اصل اسلام رسولوں اور تھواروں کا ذمہ ب ہے ہی نہیں۔ یہ تو ایک سیدھا اور معقول ذمہ ب ہے، یہ انسان کو رسولوں کی جگہ بندیوں سے ہکھیل تباشے کی بے فائدہ مشغولیتوں سے، اور فضول کاموں میں وقت، محنت اور دولت کی بر بادیوں سے بچا کر زندگی کی بخوبیں حقیقتوں کی طرف توجہ دلاتا ہے اور ان کاموں میں آدمی کو مشغول کرنا چاہتا ہے جو دنیا اور آخرت کی فلاح بہبود کا ذریعہ ہوں۔ ایسے ذمہ کی فطرت سے یہ بالکل بعید ہے کہ وہ سال میں ایک دن حلے پکلنے اور آتش بازیاں چھوڑنے کے لیے مخصوص کردے اور آدمی سے کہے کہ تو مستقل طور پر ہر سال اپنی زندگی کے چند قیمتی گھنٹے اور اپنی محنت سے کمائے ہوئے بہت سے روپے ضائع کرتا رکھے۔

زیادہ سے زیادہ اگر کوئی چیز اسلامی لڑپچریں ملتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ شعبان کی پندرھوی شب کو حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پرپہ پایا اور وہ آپؐ کو تلاش کرنے کے لیے نکلیں۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے بقیع کے قبرستان پہنچیں۔ وہاں آپؐ کو موجود پایا۔ وجہ دریافت کرنے پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس رات کو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف توجہ فرماتا ہے اور قبلہ کلب کی بھیریوں کے جس قدر بال میں، اُس قدر انسانوں کے گناہ معااف کہتا ہے۔ لیکن حدیث کے مشہور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اپنی تحقیق یہ بیان کی ہے کہ اس کی سند صحیح طور پر حضرت عائشہؓ نے تک نہیں پہنچتی۔ بعض دوسری روایات میں، جو کم درجہ کی کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ اس رات کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس میں قسمتوں کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اور پیالش اور موت کے معاملات طے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب روایات ضعیف ہیں۔ ہر ایک کی سند میں کوئی نہ کوئی کمزوری موجود ہے۔ اسی بیانے حدیث کی قدیم تر اور زیادہ معتبر کتابوں میں کہیں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

حدیث کی زیادہ معتبر کن بعوں سے جو بات ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان کی آمد سے پہلے ہی شعبان کے مہینہ میں ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبری جیسے عظیم الشان منصب پر مامور کیا گیا اور قرآن جیسی لازوال کتاب کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس وجہ سے نہ صرف رمضان میں آپ غیر معمولی طور پر عبادت فرمایا کرتے تھے، بلکہ اس سے پہلے ہی آپ کی کو خدا سے لگ جاتی تھی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے سوا سال کے باقی گیارہ مہینوں میں صرف شعبان ہی ایسا مہینہ تھا، جس میں آپ سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے، بلکہ تقریباً پورا مہینہ ہی روزہ رکھتے گزر جاتا تھا۔ لیکن آپ کا یہ طرزِ عمل اپنی ذات کے لیے خاص تھا اور اس گھر سے روحانی تعلق کی بناء پر تھا جو نزولِ قرآن کے مہینے سے آپ کو خمار رہے عام مسلمان، تو ان کو آپ نے ہدایت فرمادی تھی کہ ماہ شعبان کے آخری پندرہ دنوں میں روزے نہ رکھا کری، کیوں کہ اس میں یہ اندیشہ تھا کہ اگر عادۃؐ لوگ اس مہینے کے آخری دنوں میں روزہ رکھتے لگے تو رفتہ رفتہ یہ ایک لازمی رسم بن جائے گی اور رمضان کے فرض روزوں پر خواہ نہ دس پندرہ مزید روزوں کا اضافہ ہو جائے گا، اور اس طرح لوگوں پر وہ بار پڑ جائے گا جو خدا نے ان پر نہیں رکھا ہے۔

اسلام میں خاص طور پر یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ جو کچھ خدا نے اپنے بندوں کے لیے لازم کیا ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا چیز بندے سے خود اپنے اور لازم نہ کر لیں۔ کوئی تھوڑستہ رسم، کوئی مصنوعی قاعدہ، کوئی اجتماعی عمل ایسا نہ ہو جس کی پابندی لوگوں کے لیے فرض کی طرح بن جائے۔

رمضان کے روزوں کو صرف عبادت اور صرف تقویٰ کی ترتیب ہی نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ اتنی مزید برآں اس عظیم الشان نعمتِ ہدایت پر اللہ تعالیٰ کا تشکر بھی مذہبی ایگا ہے۔

جو قرآن کی شکل میں اس نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ حقیقت یہ یہ کہ ایک دانشمند انسان کے لیے کسی نعمت کی شکر گذاری اور کسی احسان کے اعتراف کی بہترین صورت اگر ہو سکتی ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس مقصد کی تکملہ کے لیے زیادہ سے زیادہ تیار رکھے، جس کے لیے عطا کرنے والے نے وہ نعمت عطا کی ہو۔ قرآن ہم کو اس لیے عطا فرمایا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضاکار راستہ جان کر خود اس پر چلیں اور دنیا کو اس پر چلا گئیں۔ اس مقصد کے لیے ہم کو تیار کرنے کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔ لہذا انزوں قرآن کے مجہینے میں ہماری روزہ داری صرف عبادت ہی نہیں ہے، اور صرف اخلاقی تربیت بھی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ خود اس نعمتِ قرآن کی بھی صحیح اور مونزوں شکر گذاری ہے۔

(التفہیم القرآن - جلد ۱ - سورہ البقرہ - حاشیہ ۱۸۶)

تصحیح

سابق شمارہ کے صفحہ ۲۷۳ میں درج شدہ آیت کو یوں درست
کریں: وَ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرَسُلَهُ يَا الْغَيْبِ

(۱۵۱۴)